Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 04,
Jul – Sep. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

سیرتِ عائشہؓ سے خواتین کے حقوقِ تفریح کا استنباط اور اس کی عصری تطبیق
فقہ السیرہ کے تناظر میں خصوصی مطالعہ

Derivation of women's entertainment rights from seerah e Ayesha and its contemporary application: A Special Study in the Context of Fiqh al-Sirah

Dr.Saeed Ul Haq Jadoon *
Lecturer, Department of Islamic and Religious studies HU Mansehra.
Dr. Najmul Hassan **
Assistant Prof. Department of Islamic Studies, University of Malakand
Sami Ul Haq Jadoon *
Mphil Scholar, Department of Islamic and Religious studies HU Mansehra.

Version of Record
Received: 07-Jul-22 **Accepted**: 28-August-22
Online/Print: 29-Sep-2022

ABSTRACT

In most of the civilizations of the world, women had no status. He was looked down upon and despised. Entertainment rights aside, he did not even have the right to live. Islam has done a great favor to women and given her the medal of "Rights of Humanity". In the era of the Prophet ﷺ, just as special attention was given to curriculum activities to improve the education and training of women, in this way, special attention has been paid to co-curricular activities, in which women have the opportunity to play sports and have fun. Provided. Even in co-curricular activities and sports, the world cannot provide an example of the right of recreation that the Prophet ﷺ gave to women. The practical application of this concept was started by the Prophet ﷺ from his home. There are examples and testimonies of sports and fun in the biography of Sayyida Aisha, the wife of the Prophet (peace be upon him), which is a bright chapter regarding the right of women to have fun. The concept of co-curricular activities and sports and entertainment for women that was presented by the Prophet ﷺ in the light of the biography of Sayyida Aisha many cenchries ago, today the same entertainment concept is used in schools, colleges, universities for picnics, scouting, sports, physical exercise Games and Athletics. It is popular in form, from which both men and women continue to benefit. This suggests that the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) not only provided women with an educational system but also provided them with proper training and entertainment.From

CC BY

the inferential study of athletics, sports and entertainment prevalent in the Prophetic era in the context of Ayesha's biography, it is known that the Prophet ﷺ paid special attention to the entertainment of women and, keeping in mind its limits and scope, allowed them to play sports. The right to entertainment is given. Keeping this background in front, determining the principles, rules and limits of women's co-curricular activities, sports and entertainment in the modern era is the most important requirement of the time. This topic was chosen to establish the principles and limits of the authority and the contemporary application of its rulings in the light of jurisprudence of Seerah.

Keywords: *Women, Rights, Athletics, Sports, Entertainment, curricular activities, Ayesha's biography, principles, jurisprudence of Seerah.*

تمہید

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قدیم اقوامِ عالم میں عورت مظلوم چلی آرہی تھی۔ دنیا کی زیادہ تر تہذیبوں میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اسے حقیر وذلیل نگاہوں سے دیکھاجاتا تھا۔ تفریحی حقوق تو درکنار، زندہ رہنے کا حق بھی نہیں رکھتی تھی۔ اسلام نے عورت پر عظیم احسان کیااور اس کوذلت وپستی کے گڑھوں سے نکال کر "حقِ انسانیت "کا تمغہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے زندہ دفن کرنے والی عورت کو آزادی رائے، معاشی، سماجی اور سیاسی حقوق کے ساتھ تعلیم وتربیت کا حق دیا۔ آپ ﷺ نے تعلیم کو طلب کرنا مرد وخواتین دونوں کے لئے ایک فریضہ قرار دیا[1] تاہم سماج میں صنفی امتیاز کے تصور کو مد نظر رکھتے ہوئے خواتین کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے فرمایا:

« مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَأَدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ »[2]

ترجمہ: " جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔"

عہد نبوی ﷺ میں جس طرح خواتین کی تعلیم وتربیت کو بہتر بنانے کے لئے نصابی سرگرمیوں Curricula Activites پر خصوصی توجہ دی گئی اس طرح ہم نصابی سرگرمیوں Co-Curricula Activites کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے، جس میں خواتین کو کھیل کود اور تفریحات کا موقع فراہم کیا گیا۔ ہم نصابی سرگرمیوں اور کھیل کود میں بھی نبی کریم ﷺ نے خواتین کو جو حقِ تفریح دیا اس کی مثال دنیا پیش نہیں کرسکتی۔ اس تصور کا عملی اطلاق نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر سے شروع کیا، خود آپ علیہ السلام کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں کھیل وتفریح کے ایسے نظائر واستشہادات موجود ہیں جو خواتین کے حقِ تفریح کے حوالے سے ایک روشن باب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے سیرت عائشہؓ کی روشنی میں آج سے پندرہ سو سال قبل خواتین کی ہم نصابی سرگرمیوں اور کھیل و تفریح کی جو تصور پیش کی، آج وہی تفریحی تصور سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں پکنک، اسکاؤٹنگ Scouting، کھیل اور جسمانی ورزش Games and Athlatics کی شکل میں رائج ہے، جس سے مرد و خواتین دونوں مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف یہ کہ خواتین کو ایک تعلیمی نظام دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے مناسب تربیت اور تفریح کا بھی بندوبست کیا۔

سیرت عائشہ کے تناظر میں عہد نبوی میں میں رائج اتھیلیٹکس اور کھیل و تفریح کے استنباطی مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کی تفریح پر خصوصی توجہ دی اور اس کے حدود و دائرہ کار کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ان کو کھیل و تفریح کا حق دیا ہے۔ اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے عصر جدید میں خواتین کی ہم نصابی سرگرمیوں اور کھیل و تفریح کے اصول و ضوابط اور حدود و دائرہ کار کا تعین وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اس قضیے کے حل کے لئے سیرت عائشہؓ کے تناظر میں خواتین کے کھیل و تفریح کے اصول اور حدود و دائرہ کار کو مستنبط کرنے اور فقہ السیرہ کی روشنی میں اس کے احکام کی عصری تطبیق کے لئے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا۔

تفریح کا شرعی تصور

تفریح عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو "فرح" سے مشتق ہے۔ فرح کے بارے میں علامہ قرطبیؒ نے امام ضحاک کا قول نقل کیا ہے جو فرح کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ الفرح السرور[3] یعنی فرح خوشی کو کہتے ہیں۔ فرحت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ مستحسن فرحت

اگر یہ فرحت محض قلبی خوشی ہو اور اللہ کی نعمتوں کے احساس اور اس کے فضل و کرم کے استحضار پر مبنی ہو؛ تو وہ شرعاً مطلوب، مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا }[4]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے ہے، تو چاہیے کہ وہ لوگ خوش ہوں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: {فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ }[5] ترجمہ: جنتی لوگ خوش ہوں گے؛ ان نعمتوں پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔ مذکورہ مستحسن فرحت کے کا اندازہ احادیث سے بھی ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں رسول ﷺ نے

ارشاد فرمایا: روحوا القلوب ساعة. ترجمہ: دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو۔[6] سیدنا علی بن ابی طالب فرماتے ہیں: «أَجِمُّوا هَذِهِ الْقُلُوبَ واطْلُبوا لَهَا طَرَائِفَ الحِكْمَة؛ فإنَّهَا تَمَلُّ كما تَمَلُّ الْأَبْدَانُ»[7] ترجمہ: دل کی تفریح کے لیے حکیمانہ طریقے تلاش کیا کرو، کیوں کہ دل اسی طرح اُکتانے لگتا ہے، جیسے بدن تھک جاتے ہیں۔

2۔ ممنوع فرحت

اگر قلبی خوشی، انسان کو غرور و تکبر پر آمادہ کردے، تو اس طرح کی فرحت شرعی نقطہ نظر سے ممنوع ہے۔ قرآن کریم سے اس کا اندازہ ہوتا ہے، ارشاد خداوندی ہے: {لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ}[8] ترجمہ: مت اِتراؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: {إِنَّهُ لَفَرِحٌ فَخُورٌ}[9] ترجمہ: بلاشبہ وہ اترانے والا اور شیخی بگھارنے والا بن جاتا ہے۔

کھیل کود کے حدود و قیود کا اسلامی تصور

اسلام انسان کو ایک بامقصد زندگی گزارنے کی ہدایت دیتا ہے اور کھیل و کود اور لہو ولعب پر مشتمل زندگی کی مذمت کرتا ہے۔ بامقصد زندگی جس کی اساس ہمہ وقت اللہ کی خوشنودی کی جستجو، تعمیر آخرت کی فکر مندی اور لہو لعب سے اِعراض ہو؛ وہ زندگی اہل ایمان کی پہچان ہے اور جس کی بنیاد لہو ولعب پر مشتمل غفلت و بے پرواہی ہو وہ کفار کا شعار ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

{وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ}[10]

ترجمہ: اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

لہٰذا شرعی نقطہ نظر سے ہر وہ کام، قابل تعریف ہے، جو انسان کو مقصدِ اصلی پر گامزن رکھے۔ ہر اس کام کی اجازت ہے، جس میں دنیا و آخرت کا یقینی فائدہ ہو۔ یا کم از کم دنیا و آخرت کا خسارہ نہ ہو۔ کھیلوں میں سے بھی صرف انھیں اقسام کی اجازت ہے، جو جسمانی یا روحانی فوائد کا حامل ہو۔ وہ کھیل جو محض تضیعِ اوقات کا ذریعہ ہوں، فکرِ آخرت سے غافل کرنے والے ہوں، وہ کھیل جو دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تفریح طبع، ذہنی بشاشت، سرور و نشاط اور جسمانی صحت افزائی کے لئے تفریح اور کھیل کود کی کئی قسمیں نہ صرف یہ کہ جائز قرار دیئے بلکہ ان کو پسند فرمایا کیونکہ ان کھیلوں سے فنونِ حرب کی ایسی تربیت حاصل ہوتی ہے، جو قوت میں اضافے کا موجب ہے اور قوی مومن کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: المومن القوی خیر واحب الی اللہ من المومن الضعیف [11]" قوی مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر اور زیادہ محبوب ہے کمزور مومن سے"

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ایک نمونہ

عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کے درمیان قرآن وحدیث میں علم رکھنے والی خواتین کافی مقدار میں ملتی ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسائل کا استنباط اور فتویٰ دینا بڑا ہی مشکل اور نازک کام ہے؛ لیکن پھر بھی اس میدان میں عورتیں پیچھے نہیں تھیں؛ بلکہ صحابہؓ کرام کے مدِمقابل تھیں، جن میں کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت ام حبیبہ، اسماءبنت ابو بکر، ام شریک، فاطمہ بنت قیس، وغیرہ نمایاں تھیں۔[12]

نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے چاہئے وہ صحت کے میدان میں یا تعلیم کے میدان میں، نصابی سرگرمیاں ہوں یا ہم نصابی سرگرمیاں، مردوں کے لئے ہو یا خواتین کے لئے، ہر لحاظ سے سیرت نبوی ﷺ ہمارے لئے ایک راہنماء کی حیثیت رکھتا ہے۔ خواتین کے حقوق ومسائل کے لئے نبی کریم ﷺ کی ازواجات مطہرات کی زندگی ایک عملی نمونہ ہے۔

سیرت عائشہؓ سے خواتین کے حقوقِ تفریح کا استنباط اور فقہ السیرہ

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابو بکر صدیق □ کی صاحبزادی اور نبی کریم ﷺ کی بیوی تھیں۔ سید عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی زندگی خواتین اسلام کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی سیرت کے مختلف گوشوں پر برصغیر پاک وہند کے نامور مؤرخ اور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی □ نے ”سیرت عائشہ“ کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں ان کی سیرت کو نہایت بہترین اسلوب میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں ایک پہلو تفریح کا بھی ہے جس سے امت کی خواتین کے حقوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس ریسرچ پیپر اس پہلو کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔ سیرت عائشہ سے خواتین کے حقوق تفریح کے چند نمایاں پہلووں حسب ذیل ہیں:

1۔ سیرت عائشہ اور نیزہ بازی کا کھیل: مستنبط اصول

نشانہ بازی (چاہے وہ تیر کے ذریعہ ہو یا نیزہ، بندوق اور پستول یا کسی اور ہتھیار کے ذریعہ ہو۔ احادیث میں اس کے فضائل بیان کیے گئے ہیں اور اس کے سیکھنے کو باعثِ اجر وثواب قرار دیا گیا ہے؛ یوں کہ یہ کھیل انسان کے ذاتی دفاع اور ملکی دفاع کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ کھیل جہاں جسم کی پھرتی، اعصاب کی مضبوطی اور نظر کی تیزی کا ذریعہ ہے۔ وہیں یہ خاص حالات میں، مثلاً بھیڑ کے وقت یا جہاد کے موقع پر دشمنوں سے مقابلہ آرائی کے کام آتا ہے۔ قرآن کریم میں باضابطہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے:

{وَأَعِدُّوا لَهُم ما استطَعتم من قُوَّة} [13] ترجمہ: تمہارے بس میں جتنی قوت ہو، اسے کافروں کے لیے تیار کر کے رکھو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس "قوۃ" کی تفسیر رمی (تیر اندازی) سے کی ہے۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: تیر اندازی ایک قسم کی قوت ہے، جس کی تصریح پیغمبر ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے۔الا ان القوة الرمی، الا ان القوة الرمی، الا ان القوة الرمی [14] سنو قوت تیر اندازی میں ہے'سنو قوت تیر اندازی میں ہے'سنو قوت تیر اندازی میں ہے۔ جس نے تیر اندازی کا فن سیکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اس کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے، ارشاد نبوی ہے: من علم الرمی ثم ترکه فلیس منا [15] ترجمہ: جس نے تیر اندازی سیکھی اور پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں۔

اس پھینکنے میں جس طرح تیر کا پھینکنا داخل ہے، اسی طرح اس میں کسی بھی ہتھیار کے ذریعہ مطلوبہ چیز کو نشانہ بنانا، راکٹ، میزائل وغیرہ کو ٹھیک نشانہ تک پہنچانا بھی داخل ہے اور ان میں سے ہر ایک کی مشق جہاں جسمانی لحاظ سے بہترین ورزش ہے، وہیں باعث اجر و ثواب بھی ہے۔[16] نیزہ زنی ایک مستحسن کھیل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

« لَقَدْ رأَيت رسولَ اللَّه صلَّى اللهُ عليهِ وسلَّم يوما علَى باب حجرتي والحبشة يلْعبونَ في المسجد، ورسولُ اللَّه صلَّى اللهُ عَلَيه وسلَّم يسترني بردائه، أَنظُر إِلَى لَعبهم» [17]

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔ جب کہ کچھ حبشی نیزوں کے ساتھ مسجد کے باہر صحن میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی چادر سے چھپا رہے تھے اور میں آپ کے کان اور کندھوں کے درمیان حبشیوں کو کھیلتے دیکھ رہی تھی۔

علامہ عینی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: وفيه جواز النظر إلى اللعب المباح [18] ترجمہ: اس میں مباح کھیل کو دیکھنے کی جواز ہے۔ بعض اہل علم نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ مساجد میں کس قسم کے کھیل جائز ہیں۔ما كَانَ من الْأَعمال ممَّا يَجْمعُ منفعةَ الدين وأَهله فهو جائز في الْمسجد واللَّعب بالْحراب من تدريب الشُّجعان علَى معَاني الْحروب وهي من الاشْتداد للْعدو والْقوَّة علَى الْحرب فهو جائز في الْمسجد وغيره. [19] نیزہ بازی اپنی صحت اور توانائی کے مطابق، ہلکی یا تیز دوڑ بہترین جسمانی ورزش ہے۔ اس کی افادیت پر سارے علماء اور ڈاکٹر متفق ہیں۔ احادیث سے بھی اس کا جواز؛ بلکہ استحباب مفہوم ہوتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالی کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے، سوائے چار

چیزوں کے۔ (۱) آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے سدھانا (۳) دونشانوں کے درمیان پیدل دوڑنا (۴) تیراکی سیکھنا سکھانا۔[20]

2۔سیرت عائشہ اور دور لگانے کا کھیل: فقہ السیرہ کے تناظر میں

مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ مختلف بے تکلفی کا کھیل بھی اسلام کی نظر میں مستحسن ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک سفر تھیں، جبکہ آپ کی عمر زیادہ نہ تھی نہ ہی آپ کا جسم فربہ ہوا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا'': تم ذرا آگے چلے جاؤ۔''جب وہ تعمیل کرتے ہوئے کچھ آگے چلے گئے توآپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''تم میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں دوڑتے ہوئے آپ سے آگے بڑھ گئی، پھر عرصہ دراز کے بعد ایک مرتبہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے شریک سفر تھیں،آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا''کہ تم ذرا آگے چلے جاؤ۔'' پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''تم میرے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرو۔''اس وقت آپ پہلے واقعہ کو بھول چکی تھیں اور جسم بھی فربہ ہو چکا تھا، فرمانے لگیں کہ میں اس حالت میں کیسے دوڑ سکتی ہوں، آپ نے فرمایا کہ ''ایسا نہیں ہو سکتا آپ کو دوڑ میں شریک ہونا ہو گا۔'' چنانچہ میں نے آپ سے دوڑ میں مقابلہ کیا توآپ آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے رہ گئی، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ''میں نے پہلے مقابلے کا بدلہ چکا دیا ہے۔''[21]

مذکورہ حدیث نبوی سے بیوی کے ساتھ تفریح کرنے اور دوڑ لگانے دونوں کی افادیت سمجھ میں آتی ہے؛ لیکن واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دونوں واقعہ اس وقت کا ہے؛جب کہ قافلہ آپ کے حکم سے آگے جاچکا تھا اور وہاں آں حضور اور حضرت عائشہ کے علاوہ کوئی نہ تھا، وہ تنہا تھے۔ کسی اور کی موجودگی میں ایسا نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ یہ حیا کے خلاف ہے۔

> وقد مر حديث مسابقته – صلى الله عليه وسلم – لعائشة – رضي الله عنها – الدال على لعبه – صلى الله عليه وسلم – مع نسائه بنفسه الشريفة تلطُّفًا بهن، وتأنيسا لهن، لكريم عشرته وعظيم رأفته ورحمته.[22]

فقہ السیرہ کے تناظر میں جب اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات معلوم ہو گی کہ واقعہ بیوی خاوند کے درمیان پیش آیا،اسے اوپن مقابلوں میں عورت کے شریک ہونے کے لئے کیوں کر بنیاد بنایا جا سکتا ہے،اس سے مقصود اچھے انداز میں معاشرتی زندگی کی تکمیل اور میاں بیوی کے درمیان محبت والفت کا حصول تھا۔اس بناپر اس واقعہ سے اس جیسے عمل کے لئے ہی استدلال لیا جا سکتا ہے، فقہاء نے ان احادیث سے یہ حکم مستنبط

کیا ہے کہ دوڑ میں مقابلہ کرنا جائز ہے 'خواہ وہ مرد باہم دوڑ لگائیں' بچے اور جوان آپس میں دوڑ لگائیں یا مرد اپنی بیویوں سے دوڑ لگائیں۔[23]

دین میں اتنی تنگی نہیں ہے کہ اگر عورتوں نے تفریح طبع کے طور پر کھیلنا ہے تو اس کے لئے درج ذیل پابندیوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا:

1. مقابلہ خواتین کے مابین ہو اور انہیں دیکھنے والی بھی عورتیں ہی ہوں۔
2. عورتوں کی جسمانی ساخت کے پیش نظر وہ ہلکی پھلکی کھیل میں حصہ لیں جس سے ان کی نسوانیت اور وقار مجروح نہ ہو۔
3. مقابلہ اوپن نہیں ہونا چاہیے تاکہ وہ کسی قسم کا فتنہ فساد انگیزی کا باعث نہ ہو۔

لیکن آج کل عورتیں نیکریں پہن کر اپنے قابل ستر حصوں کو نمایاں کر کے کھیلوں میں شریک ہوتی ہیں، پھر اس مقابلے کو ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے، مرد حضرات اسے دیکھتے ہیں بلکہ میدان مقابلہ میں موجود ہوتے ہیں، ان کھیلوں سے ان کی نسوانیت بھی مجروح ہوتی ہے، ایسے حالات میں عورتوں کا کھیلوں کے مقابلہ میں حصہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔ اس قسم کی مقابلہ بازی سے انہیں باز رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ شر و فساد کا دروازہ نہ کھلے۔

خلاصہ بحث

اسلام نے خواتین کو آزادی رائے، معاشی، سماجی اور سیاسی حقوق کے ساتھ تفریحی حقوق بھی دیئے ہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں جس طرح خواتین کی تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کے لئے جس طرح نصابی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جاتا تھا اسی طرح ہم نصابی سرگرمیوں کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو ہم نصابی سرگرمیوں اور کھیل کود کا حق دیا ہے، آپ علیہ السلام کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں کھیل و تفریح کے ایسے نظائر موجود ہیں جس سے خواتین کے حق تفریح پر اس ریسرچ پیپر میں استدلال پیش کیا گیا ہے۔ فقہ السیرہ کے تناظر میں یہ بات اخذ ہوئی ہے کہ حدود و دائرہ کار کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے خواتین کو کھیل و تفریح کا حق دیا ہے۔ ان اصول و ضوابط کا تذکرہ اس ریسرچ پیپر میں موجود ہے۔

حوالہ جات

[1] ابن ماجہ، أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، (بیروت، دار الرسالۃ العالمیۃ، ط: الأولی، 2009م) 151/1

Ibn-e-Mājat, ,bū ´bd Allāh Muḥammad Bin Yazīd Al-Qazwīnī, Sunan Ibn-e-Mājat, (Berūit: Dar Al-Risālat Al-´ālmiyat, 1st Edition, 2009ac), Vol:01,p:151

[2] أبوداود سلیمان بن الأشعث السجستانی، ابوداؤد، (بیروت، دار الکتاب العربي) 502/4

Abū Dāwūd Sulymān Bin Al-Ash´th Al-Sajastānī, Abū Dāūd, (Berūit: Dār al-Kutub Al-´rabī), Vol: 04, p:502

[3] تفسیر القرطبی، أبو عبداللہ محمد بن أحمد القرطبی، (دار عالم الکتب، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 2003م) 333/15

Tafsīr Al-Qurṭabī, Abū ´bd Allāh Muḥammad Bin Aḥmad, (S´ūdiya ´rabiyat, Riyādh: Dār ´ālm Al-Kutub, 2003ac), Vol: 15, p:33

[4] یونس، 58:10

Yūnas, Sūrat # 10, Verse: 58

[5] آل عمران، 177:3

Āl-e-´mrān, Sūrat # 03, Verse: 177

[6] احکام القرآن، مفتی محمد شفیع (دار الاشاعت، کراچی) 195/3

Aḥkām Al-Qurān, Muftī Muḥammad Shafī´, (Karāchī: Dār al-Ishā´at), Vol:03, p:195

[7] أبو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، جامع بیان العلم وفضلہ (دار ابن الجوزي، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، 1994م) 433/1

Abū ´mar Yūsaf Bin ´bd Allāh, Jām´ Bayān Al-´lm wa Fadhlihī, (Sa´ūdiyat Arabiyat: Dār Ibn al-Jawzī, 1994ac), Vol:01,p:433

[8] القصص 76:28

Al-Qaṣaṣ, Sūrat # 28, Verse:76

[9] ہود، 10:11

Hūd, Sūrat # 11, Verse:10

[10] المومنون، 3:23

Al-Mū,minūn, Sūrat # 23, Verse:03

[11] مسند احمد (ادارہ اشاعت اسلام کراچی، ء) 225/2

Musnad Ahmad,(Karāchī: Idara Ishāt Islām,2004ac),Vol:2,p:225

[12] مسلمان عورتوں کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ: سید جلال الدین عمری (ادارۂ تحقیق و تصنیفِ اسلامی، مارچ 1986ء) 29

Muslmān ´ūrtūo ka ḥaqoūq awar Un per A´traḍāt ka jāiza:Sīed Jalāl al dīn ´mrī,(Nāshir : Idāra Tḥqīq wa Tasnīfy Islāmī,March 1986ac),p:29

[13] الانفال، 60:8

Al-Anfāl,Sūrat # 08, Verse: 60

[14] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، (المطبع العلمی دہلی ھ) 143/2

Ṣahīh Muslim , Muslim bin al hajaāj ,(Nāshir : Dehlī, Al Maṭb´ Al ´lmī, 1348 ah) ,Vol:2, p:143

[15] صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، (المطبع العلمی دہلی ھ) 143/2

Ibid

[16] بذل المجهود، خليل احمد سہارنپوری (مرکز الشیخ أبي الحسن الندوي للبحوث والدراسات الإسلامية، الهند 2006م) ۴۲۸/۱۱

Bzl almjoūd , Khalīl Ahmad Sahāranpūrī ,(Nāshir :India,Markaz Al Sheīkh Abī AlḤassan Al Nadvī lil bḥūs wa Al Drāsāt Al eslāmīat,2006 ac), Vol:11,p:428

[17] صحيح البخاري (دار طوق النجا، مصر، 2009) 98/1

Ṣahī Al bukhārī ,(Mṣr ,Dār ṭū Al Njā,2009ac),Vol: 1,p:98

[18] عمدة القاري شرح صحيح البخاري، بدر الدين العيني (دار إحياء التراث العربي، بيروت) 220/4

´mdt Alqārī Sharḥ Ṣahī Al bukhārī , Badr Al Dīn Aleīnī ,(Berūit : Dār ikḥyā altorās al´rbī),Vol:4,p:220

[19] طرح التثريب في شرح التقريب، عبد الرحيم، أحمد بن عبد الرحيم (دار إحياء التراث العربي، ومؤسسة التاريخ العربي، ودار الفكر العربي) 56/7

Trḥ althrīb fī sharḥ altaqrīb,Abd al rahīm , Ahmad bin Abd al rahīm ,(Nāshir: Dār ikḥyā altorās al´rbī wa Mūassasah al tārīkh al arbī) , Vol:7 , p:56

[20] کنز العمال، شیخ علی متقی (ادارہ اسلامیات لاہور، 2016) 211/11

Kanz al ´māl, Shīkh Alī Mutqī,(Lāhoūr:Idāra Islāmīāt ,2016ac),Vol:11,p:211

[21] مسند امام احمد، احمد بن حنبل (دار الکتب بیروت، 2018) 264/6

Musnad Imām Aḥmad,Aḥmad bin Ḥanbal,(Berūit: Dar Al kutab,2018ac),Vol:06,p:264

[22] السيرة النبوية دروس وعبر مصطفى بن حسني السباعي (المكتب الإسلامي، 1985م) 282

Alsīra al nabīū Darūs wa ´bar ,Muṣtafa bin Ḥasnī al sabā´ī,(Nāshir:Al Maktab al Islāmī,1985ac),p:282

[23] الحلال والحرام فی الاسلام، علامہ یوسف القرضاوی، مترجم شمس پیرزادہ (اسلامک پبلی کیشنز لاہور 2008) 346

Al ḥlāl wa Alḥrām fī Islam, Allāmā Yūsaf al qarḍāī,Mutarjim Shams Pīrzādah,(Lāhoūr: Islamic Publīcītions,2008ac),p:346